نوٹ
سوال نم
سوال نم
سوال نم

سوال نم
سوال نم

ANS 01

7: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ الْحَارِثِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِى ابْنَ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ۔

8: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ؛ اَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

"لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ اَنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ"۔

قَالَ اَبُو بَكْرٍ: فَاللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا اَثْبَتَ فِيْ آيٍ مِنْ كِتَابِهِ اَنَّ لَهُ نَفْسًا، وَكَذٰلِكَ قَدْ بَيَّنَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ اَنَّ لَهُ نَفْسًا، كَمَا اَثْبَتَ النَّفْسَ فِيْ كِتَابِهِ۔

وَكَفَرَتُ الْجَهْمِيَّةُ بِهٰذِهِ الْآيِ، وَهٰذِهِ السُّنَنِ، وَزَعَمَ بَعْضُ جَهَلَتِهِمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا اَضَافَ النَّفْسَ اِلَيْهِ عَلٰى مَعْنٰى اِضَافَةِ الْخَلْقِ اِلَيْهِ، وَزَعَمَ اَنَّ نَفْسَهُ غَيْرُهُ، كَمَا اَنَّ خَلْقَهُ غَيْرُهُ۔

وَهٰذَا لَا يَتَوَهَّمُهُ ذُو لُبٍّ وَعِلْمٍ، فَضْلًا عَنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ۔

قَدْ اَعْلَمَ اللّٰهُ فِيْ مُحْكَمِ تَنْزِيلِهِ اَنَّهُ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، اَفَيَتَوَهَّمُ مُسْلِمٌ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ عَلٰى غَيْرِهِ الرَّحْمَةَ؟!

وَحَذَّرَ اللّٰهُ الْعِبَادَ نَفْسَهُ، اَفَيَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَقُولَ: اَنَّ اللّٰهَ حَذَّرَ الْعِبَادَ غَيْرَهُ؟!

اَوَ يَتَاَوَّلُ قَوْلَهُ لِكَلِيمِهِ، مُوسَى: ((وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي)) [طه: 41]، فَيَقُولُ مَعْنَاهُ: وَاصْطَنَعْتُكَ لِغَيْرِي مِنَ الْمَخْلُوقِ۔

اَوْ يَقُولَ: اَرَادَ رُوحَ اللّٰهِ بِقَوْلِهِ: ((وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ)) [المائدة: 116] اَرَادَ: وَلَا اَعْلَمُ مَا فِي غَيْرِكَ؟

هٰذَا لَا يَتَوَهَّمُهُ مُسْلِمٌ، وَلَا يَقُولُهُ اِلَّا مُعَطِّلٌ كَافِرٌ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے نفس پر لکھا: بے شک میری رحمت میرے غضب (یعنی غصے) پر غالب آگئی۔‘‘

امام ابو بکر (ابن خزیمہ رحمہ اللہ) نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی آیات میں یہ ثابت کیا کہ اس کے لئے نفس ہے اور اسی طرح اس نے اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے بھی واضح کیا کہ اس کے لئے نفس ہے، (بالکل اسی طرح) جس طرح اس نے اپنی کتاب میں نفس کو ثابت کیا۔

اور جہمیہ نے ان آیات اور ان احادیث کا انکار کیا اور ان کے بعض جاہلوں نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نفس کی جو اضافت کی ہے وہ اس کی طرف مخلوق کی اضافت کے معنی میں ہے، اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ اس کا نفس اس کا غیر ہے، جس طرح اس کی مخلوق اس کا غیر ہے۔

یہ تصور کوئی عقل والا اور علم والا نہیں کرسکتا، یہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کے بارے میں کلام بھی کیا جائے۔

یقینا اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم تنزیل (یعنی کتاب) میں سکھا دیا کہ اس نے اپنے نفس پر رحمت لکھ دی ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ تصور کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اپنے غیر پر لکھ دی ہے؟!

اور اللہ نے اپنے بندوں کو اپنے نفس سے ڈرایا۔ کیا یہ مسلمان کے لئے حلال ہے کہ وہ کہے: اللہ نے اپنے بندوں کو اپنے غیر سے ڈرایا ہے؟!

یا وہ اللہ تعالیٰ کے قول جو اس نے اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام سے کیا: ’’اور تجھے میں نے اپنے نفس کے لئے چن لیا‘‘ کی یہ تاویل کرے: اور تجھے میں نے مخلوق میں سے غیر کے لئے چن لیا؟

یا وہ کہے: روح اللہ (عیسی بن مریم) نے اپنے قول کے ساتھ ارادہ کیا: ’’اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے‘‘ ان کا یہ ارادہ تھا کہ اور میں نہیں جانتا جو تیرے غیر میں ہے؟

اس کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا اور نہ ایسا کہہ سکتا ہے مگر معطل کافر (یعنی اللہ کی صفات کا انکار کرنے والا)۔

ANS 02

وَعَن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم: " لَا تسمين غُلَاما يسارا وَلَا رباحا ولانجيحا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَلَا يَكُونُ فَيَقُولُ لَا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ: «لَا تسم غُلَاما رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَلَا أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا»

روایت ہے حضرت سمرہ ابن جندب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے غلام کا نام نہ یسار رکھو ۱ــہ نہ رباح نہ نجیح اور نہ افلح ۲ــہ کیونکہ تم کہو گے کہ کیا یہاں وہ ہے ہوگا نہیں تو کہے گا نہیں ۳ــہ (مسلم)اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اپنے غلام کا نام نہ رباح رکھو نہ یسار نہ افلح نہ نافع ۴ــہ

غلام سے مراد مطلقًا لڑکا ہے خواہ بیٹا ہو یا غلام یا کوئی اور،وہ جس کا نام رکھنا ہمارے قبضہ میں ہو۔نہی تنزیہہ کی ہے یعنی یہ نام بہتر نہیں۔

۲ــہ یسار کے معنی ہیں فراخی،عسر کا مقابل، رباح کے معنی ہیں نفع خسارہ کا مقابل، نجیح کے معنی ہیں کامیاب ظفریاب،افلح کے معنی ہیں نجات والا یہ ممانعت صرف ان ناموں میں محدود نہیں بلکہ ان جیسے اور نام جن کی معنی میں خوبی و عمدگی ہو جیسے ظفر،برکت وغیرہ۔(اشعہ)یہ نام نہ رکھنا بہتر ہے اس کی وجہ خود بیان فرمارہے ہیں۔

۳ــہ تو اس صورت میں تمہارے گھر سے نفع ،فتح،نجات کی نفی ہوجاوے گی نام رکھے تھے نیک فالی کے لیے مگر جب ان کی نفی کی گئی تو بدفالی ہوگی۔

۴ــہ اس روایت میں نافع نہ تھا یہاں نافع بھی ہے۔خیال رہے کہ سب سے اعلیٰ و افضل نام محمد اور احمد ہے کہ رب کے محبوب کے نام ہیں پھر ابراہیم،اسماعیل وغیرہ کہ حضرات انبیاء کے نام ہیں،پھر عبداللہ عبدالرحمن عبدالستار وغیرہ کہ ان میں اپنی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت کا اعلان ہے،بے معنی یا برے معنی والے نام ممنوع ہیں جیسے،بدھو،تلو یا جیسے نسیم،ریاض،جاوید،اختر وغیرہ۔

وَعَن جَابر قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى وَبِبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذَلِكَ. ثُمَّ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِك. رَوَاهُ مُسلم

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ یعلیٰ،برکت،افلح،یسار،نافع اور ان کی مثل نام رکھنے سے منع فرمادیں میں نے پھر آپ کو دیکھا کہ بعد میں اس سے خاموش رہے پھر وفات پاگئے ۱ــہ اور اس سے منع نہ فرمایا۔(مسلم)

یعنی مجھے علامات سے معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور ان ناموں سے ممانعت فرمادیں گے مگر کی نہیں یا تو حضرت جابر کو ممانعت کی خبر نہ ہوئی،پچھلی روایت میں ممانعت گزرچکی اور نفی کی روایت پر ثبوت کی روایت مقدم ہوتی ہے یا یہاں مراد حرمت کی نہی ہے یعنی یہ نام رکھنا حرام نہ فرمایا اور پچھلی روایات میں تنزیہی کراہت کی نہی تھی لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔یہاں مرقات میں ناموں کی بہت تفصیل ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب،ولید،رباح،حکم،کلب کلیب وغیرہ ناموں سے منع فرمایا وہ ہی کراہت تنزیہی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ».رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: «أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ لَا مَلِكَ إِلَّا لله»

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین نام کا وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک رکھاجاوے ۱ــہ(بخاری)اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا اللہ کا سخت غضب ناک قیامت کے دن اور خبیث ترین وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک رکھا جاوے خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ۲ــہ

اس لیے کہ ان ناموں میں فخروتکبر کا اظہار ہے نہ ذلت کے نام رکھو نہ فخروتکبر کےخیال رہے کہ ناموں کا اور حکم ہے القاب و خطابات کا دوسرا حکم۔کسی کو ملک العلماء کا خطاب دینا ممنوع نہیں نام رکھنا ممنوع ہے، ملک الاملاک کا ترجمہ ہے بادشاہوں کا بادشاہ یعنی شہنشاہ اورظاہر ہے کہ اس نام میں تکبر ہے۔اس عبارت میں رجل سے پہلے نام محذوف ہے اور یہ اخنی الاسماء کی خبر ہے۔(اشعہ)

۲۔ یعنی حقیقی اور دائمی بادشاہ اللہ تعالٰی ہے بندوں کی بادشاہت و ملکیت عارضی ہے ایسے نام رکھنے والا گویا رب تعالٰی کا مقابلہ کرتا ہےخیال رہے کہ املاك جمع ہے ملك کی لام کے کسرہ سے اور ممالک جمع ہے ملک کی لام کے ضمہ سے ملوك جمع ہے

ملک بمعنی بادشاہ کی مالک الملوک،مالک الاملاک اور مالک ممالک تمام نام ممنوع ہیں۔خیال رہے کہ یہ ناراضی جب ہے جب کہ وہ شخص اس نام سے راضی ہو اگر راضی نہیں تو وبال اس کے ماں باپ پر ہے جنہوں نے اس کا نام یہ رکھا اسے چاہیے کہ اپنا نام تبدیل کرے۔

ANS 03

وَعَن جُنْدُبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ أُصْبُعُهُ فَقَالَ:هَلْ أَنْتِ إِلَّا أُصْبُعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ الله مَا لقِيت

روایت ہے حضرت جندب سے ۱۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تھے اور آپ کی انگلی شریف خونا خون ہوگئی ۲۔ تو فرمایا کہ نہیں ہے تو مگر وہ انگلی جو خونیں ہوگئی اور اللہ کی راہ میں تو نے یہ مشقت پائی ۳۔(مسلم،بخاری)

آپ جندب ابن عبداللہ ابن ابوسفیان بجلی صحابی ہیں،زمانہ ابن زبیر میں وفات پائی۔

۲۔ غالبًا غزوہ احد تھا اس غزوہ میں آپ کسی نماز کے لیے تشریف لے گئے تب انگلی میں چوٹ لگ گئی لہذا یہ حدیث نماز کے جانے کی حدیث کے خلاف نہیں۔

۳۔ اے انگلی تو صبرکر صرف تیرا خون ہی نکلا ہے جو معمولی تکلیف ہے جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ما لقیت کا ما موصولہ ہے یہ شعر یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ہے جو بلا قصد شعر گوئی آپ کے منہ سے صادر ہوگیا جیسے

قرآن مجید کی بعض آیات شعر بن جاتی ہیں جیسے" اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ" یا جیسے"لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا"یا یہ شعر عبداللہ ابن رواحہ کا ہے آپ نے وہ پڑھا لہذا حضور انور کا شعر پڑھنا ثابت ہوا مگر لہجہ سے یا گاکر نہیں بقیہ اشعار یہ ہیں۔شعر

وما بنفس الی لا تقتلی تموت هذه حیاض الموت قد صبیت

وما تمیت فقد لقبت ان تفعل فعلهما هدیت (مرقات)

وَعَن البَراءِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: «اهْجُ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ» وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ: «أَجِبْ عَنِّي اللَّهمَّ أَيِّدْه بروحِ الْقُدس» . مُتَّفق عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے دن جناب حسان ابن ثابت سے فرمایا ۱ــہ کہ مشرکین کی ہجو کرو کہ جبریل تمہارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان سے فرماتے تھے کہ میری طرف سے جواب دو الٰہی روح القدس سے ان کی مدد فرما ۲ــہ (مسلم،بخاری)

آپ حسان ابن ثابت ابن منذر ابن حرام انصاری مدنی ہیں،ان چاروں کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی،حضرت حسان نے آٹھ سال کفر میں گزارے،ساٹھ سال اسلام میں خاص شاعر اسلام ہیں،خلافت حیدری میں وفات پائی۔

۲ــہ یعنی غزوہ خندق کے بعد جب حضور انور نے بنی قریظہ یہود و مدینہ کا محاصرہ فرمایا تب تو حضرت حسان سے یہ کہا کہ کفار کی ہجو کرو جبریل تمہارے ساتھ معاون ہیں،ویسے عام موقعوں پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی میرے حسان کی جبریل سے مددکر۔معلوم ہوا کہ مقبولوں کی تعریف کرنا نیکی ہے اور مردودوں کی ہجوکرنا نیکی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ» . رَوَاهُ مُسلم

روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کی ہجو کرو کہ یہ ان پر تیر کے مارنے سے زیادہ سخت ہے ۱ــہ(مسلم)

یہاں قریش سے مراد ان کے کفار حربی ہیں جو نہ ذمی تھے نہ مستامن جن پر جہاد جائز تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ ہجو زبانی جہاد ہے جس سے دشمن کے دل زخمی ہوتے ہیں انکی ہمت ٹوٹتی ہے،جس پر تلوار کا جہاد جائز ہے اس کی ہجوبھی جائز ہے لہذا ذمی اور مستامن اور جن کفار سے ہماری صلح ہوچکی ہو انکی ہجو نہ کی جاوے،رب تعالیٰ فرماتاہے:"جٰہِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ"یہ ہجو شدت و غلظت میں داخل ہے،بعض شارحین نے فرمایا کہ مسلمان جوابًا ہجو کریں ابتداء نہ کریں۔ (مرقات)

ANS 04

4۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحدهمَا» . مُتَّفق عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو اس کے کفر کو لے کر ان دونوں میں سے ایک لوٹے گا ۱ــہ (مسلم ، بخاری)

یعنی جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہے اگر وہ مسلمان واقعی کوئی کفریہ کام یا کفریہ کلام کرچکا ہے تب تو یہ کفر اس پر پڑے گا لیکن اگر اس میں کوئی کفر نہ ہو تو یہ کہنے والا کافر ہوجاوے گا جب کہ کسی قطعی ایمان والے کو کافر کہے جیسے صحابہ کرام کو خصوصًا مبشرین الجنۃ کو کافر کہنے والا یقینًا کافر ہے کہ قرآن حدیث تو انہیں مؤمن کہہ ر ہے ہیں اور یہ انہیں کافر کہتا ہے تو قرآن و حدیث کا منکر ہے یا کسی عقیدہ اسلامیہ کی بنا پر

کافر کہتا ہے تو بھی یہ کہنے والا کافر ہے،اس سے وہ شخص مراد نہیں جو کسی کو گالی کے طور پر کافر کہے یا کافر کے معنی ناشکرا یا چھپانے والاکرے لہذا حدیث واضح ہے حضرت خسرو فرماتے ہیں

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ہررگ من تارگشتہ حاجت نار نیست

یہاں کافر عشق سے مراد ہےعشق کا چھپانے والا اسے دل میں رکھنے والا،رب تعالٰی فرماتاہے:"فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطّٰغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ"جو کوئی بتوں کو انکارکرے اللہ پر ایمان لائے۔یہاں کفر بمعنی انکار ہے لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں۔امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت مشکل ہے،فقیر نے جو توجیہ کی ہے ان شاءاللہ اس سے اشکال نہ رہا۔

5. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ» رَوَاهُ الْبُخَارِيّ

روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص کسی شخص کو فسق کی اور کفر کی تہمت نہیں لگاتا مگر وہ اسی پر لوٹتا ہے اگر اس کا صاحب ایسا نہ ہو ۱ــہ(بخاری)

مقصد یہ ہے کہ کسی مسلمان کو کافر یا فاسق نہ کہو کیونکہ اگر وہ واقعی کافر یا فاسق ہوا تب تو یہ لفظ اس پر صادق آوے گا ورنہ کہنے والے پر کہ یہ کہنے والا یا کافر و فاسق ہوجاوے گا یا کافر و فاسق کہنے کا وبال اس پر پڑے گا۔

یعنی بعض باتیں انسان کے نزدیک معمولی ہوتی ہیں اللہ تعالٰی کے نزدیک عظیم الشان کہ بولنے والے کو عظیم الشان بنا دیتی ہیں۔

۲ــہ یعنی بعض باتیں انسان کی نگاہ میں نہایت معمولی ہوتی ہیں رب تعالٰی کے نزدیک بدترین جرم کہ انسان کو دوزخی بنا دیتی ہیں لہذا زبان کی بہت ہی حفاظت چاہیے۔

۳ــہ دوزخ میں جس قدر نیچائی زیادہ اسی قدر عذاب سخت،جنت میں جس قدر اونچائی زیادہ اسی قدر ثواب اعلیٰ، دوزخ کا طبقہ ہاویہ سب سے نیچا ہے۔مطلب یہ ہے کہ بدعملی کی وجہ سے انسان دوزخ کے اونچے طبقے میں جاوے گا جہاں عذاب ہلکا ہے مگر برے کلام کی وجہ سے نیچے طبقہ میں جاوے گا جہاں عذاب سخت تر ہے۔رب تعالٰی نے انسان کو ارکان(اعضاء)جنان(دل)لسان (زبان)عطا فرمائے ہیں ارکان و جنان کے گناہوں سے لسان یعنی زبان کا جرم بدترین ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلاَّ حارَ عليهِ ".

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی شخص کے کافر ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے اللہ کا دشمن اور وہ ایسا ہو نہیں مگر وہ اس پر لوٹتا ہے ۱ــہ(مسلم، بخاری)

اس کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ مسلمان کو کسی عقیدہ اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنے والا یا ایسے مسلمان کو جس کا اسلام یقینی قطعی ہو کہنے والا خود کافر ہے بطور گالی کافر کہنے کا سخت گنہگار ہے جیسے کسی کو حرامی کہا تو اسے قذف لگ سکتی ہے۔یعنی جسے اللہ تعالٰی صدیق بنائے وہ لوگوں پر لعنت کرنے کا عادی نہیں ہوتا

کیونکہ صد یقیت کو نبوت سے بہت ہی قرب ہے کہ نبی کے بعد صدیق کا درجہ ہے،حضرات انبیاء رحمت والے ہوتے ہیں نہ کہ لعنت بھیجنے والے اور نہ عذاب کی دعائیں کرنے والے۔اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جن کے مذہب میں تبراولعنت بہترین عبادت ہے۔نعوذ باللہ! الحمدللہ کہ اہل سنت نے لعنت کو نہ عبادت سمجھی نہ عادت ڈالی حتی کہ جو لوگ لعنت کے مستحق بھی ہیں ان پر بھی لعنت کرنا اپنا شیوہ نہیں بناتے،ہمارے ہاں ابلیس یا ابوجہل یا فرعون پر لعنت کرتے رہنا عبادت نہیں بلکہ عبث کام ہے۔خیال رہے کہ لعنت دو قسم کی ہے: ایک تو اللہ تعالٰی کی رحمت عامہ سے دوری یہ صرف کفار کےلیے،دوسری رحمت خاصہ یعنی بلندی درجات سے محرومی یہ گنہگار مسلمان کو بھی ہوسکتی ہے،جن کفار کا کفر پر مرنا دلیل شرعی سے ثابت ہو ان پر نام لےکر لعنت کرنا درست ہے۔ دوسروں کو وصف سے لعنت کرسکتے ہیں نام لے کر نہیں کرسکتے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹوں پر یا ظالموں پر خدا کی لعنت،یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں پر جو جھوٹا ہے لعنت،یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کی لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دورکرنا،بندوں کی لعنت کے معنی ہیں اس دوری کی بد دعا کرنا۔

ANS 05

۱۔ تہاجر بنا ہے ھجر سے بمعنی چھوڑ دینا،تقاطع بنا ہے قطع سے بمعنی کاٹ دینا،اگر تہاجر کاٹ دینے کے معنی میں ہے تو والتقاطع کا عطف تفسیری ہے اور اگر الگ معنی میں ہے تو تہاجر خاص ہے اور تقاطع عام یعنی مسلمان بھائی سے تعلق چھوڑ دینا اور رشتہ داروں سے رشتہ کاٹ دینا۔

۲۔ اتباع کے معنی ہیں پیچھے پڑ جانا یہاں مراد ہے تلاش میں لگے رہنا،عورت وہ چیز جس کا اظہار ناپسند ہو۔یہاں مراد ہے لوگوں کے چھپے عیوب یعنی مسلمانوں کے چھپے عیوب کی تلاش کرنا تاکہ انہیں ظاہر کرکے بدنام کیا جاوے یہ حرام ہے،چونکہ اس عیب جوئی سے بھی لوگوں میں عداوتیں پیدا ہوتی ہیں رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اس لیے ان دونوں کو ایک باب میں بیان کیا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا» . وَفِي رِوَايَة: «وَلَا تنافسوا» .

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ ۱۔ کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے ۲۔ اور نہ تو عیب جوئی کرو نہ کسی کی باتیں خفیہ سنو ۳۔ اور نہ بخش کرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد و بغض کرو۴۔ نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہوجاؤ ۵۔ اور ایک روایت میں ہے اور نہ نفسانیت کرو ۶۔(مسلم،بخاری)

یہاں ظن سے مراد مجتہدین علماء کا قیاس نہیں بلکہ بلا دلیل بلا ثبوت مسلمان بھائی کے متعلق بدگمانی کرلینا ہے کہ خواہ مخواہ کسی کو اپنا دشمن سمجھ لینا،اس کے ہر قول ہر کام کو اپنی دشمنی قرار دے دینا یہ برا ہے کہ یہ لڑائی فساد کی جڑ ہے،بعض عورتوں کو بلاوجہ شبہ ہوتا ہے کہ فلاں نے مجھ پر جادو کرایا ہے اگرگھر میں کسی کو اتفاقًا

بخار آگیا یا جانور نے دودھ کم دیا تو اپنے پڑوسیوں پر جادو تعویذ گنڈے کی بدگمانی کرکے دل میں گرہ رکھ لی یہ ممنوع ہے۔

۲۔ کیونکہ ایسی بدگمانیاں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں اور شیطان بڑا جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ بھی بڑے ہی ہوتے ہیں، قرآن کریم فرماتاہے:"اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"وہ آیت کریمہ اس حدیث پاک کی تاکیدکرتی ہے۔

۳۔ تحس ح سے کسی کی باتیں خفیہ طور پر سننا کہ اسے خبر نہ ہو۔تجسّس جیم سے کسی کے خفیہ عیب کی تلاش میں رہنا حس اور جس میں اور بھی چند طرح فرق کیا گیا ہے۔غرضکہ کسی کی ہر بات پر کان لگائے رہنا،کسی کے ہر کام کی تلاش میں رہنا کہ کوئی برائی ملے تو میں اسے بدنام کردوں دونوں حرام ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ مبارک ہو کہ جسے اپنے عیبوں کی تلاش دوسروں کی عیب جوئی سے باز رکھے۔ (مرقات) یعنی وہ اپنے عیب ڈھونڈنے میں ان سے توبہ کرنے میں ایسا مشغول ہو کہ اسے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے کا وقت ہی نہ ملے۔

نہ تھی اپنے جو عیبوں کی ہم کو خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر

پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

۴۔ تناجش بنا ہے نجش سے،نجش کے چند معنی ہیں: دوسروں پر اپنی بڑائی چاہنا،دھوکا دینا،نیلام میں قیمت بڑھا دینا خریدنے کی نیت نہ ہو یہ سب حرام ہے۔حسد کے معنی ہیں دوسرے کی نعمت کا زوال اپنے لیے اس کا حصول چاہنا کہ اس کے پاس نہ رہے میرے پاس آجائے یہ حرام ہے،شیطان کو حسد نے ہی مارا بغض دل میں کینہ رکھنا۔

۵۔ یعنی بدگمانی،حسد،بغض وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن سے محبت ٹوٹتی ہے اور اسلامی بھائی چارہ محبت چاہتا ہے لہذا یہ عیوب چھوڑو تاکہ بھائی بھائی بن جاؤ۔

۶۔ تنافس کے بہت معنی ہیں: رغبت کرنا،لالچ کرنا،نفسانیت سے فساد پھیلانا یہاں بمعنی نفسانیت و فساد ہے۔